

مفکر احرار چودھری افضل حق کی ملکس میں

(ایک تصویری ملاقات)

مفکر احرار چودھری افضل حق رحمۃ اللہ کی مجلس علم و عرفان میں غیر حاضری کو کچھ زیادہ دن ہو گئے تھے اس لئے سوچا پہلی فرست میں ان کی مجلس میں حاضری دینی جائے۔ اسی غرض سے ان کی قیام گاہ کی طرف چل دیا۔ قیام گاہ پر بیٹھ کر میں نے چشم تصور سے دیکھا کہ سرخ لباس میں ملبوس رضا کاران احرار کا ایک ٹلنٹ ان کے ارو گرد جمع ہے اور گوش برآواز ہے۔ چہرے مرے سے وہ معاشرہ کے پختے طبقہ کے لوگ نظر آتے ہیں مگر انکی آنکھوں میں بکلی کی سی چک ایمان و عزیمت کی مظہر دکھائی دے رہی ہے۔ جانتے ہی جو الفاظ میرے کا نون سے نکلا رہے وہ یہ تھے۔ چودھری صاحب فرمائے تھے۔

"اسلام دنیا میں حکومت الیہ اور خلافت ربانی قائم کرنا چاہتا ہے۔ جس کی بنیاد راست بازی، خوش اخلاقی اور عدل و انصاف پر ہو۔ اسلام کی آمد کا مقصد صرف یہی ایک ہے۔ اور اس کے سوا اسلام کا پیغام نہیں۔ مسلمانوں کیلئے حکومت الیہ کا قیام اوپرین خیشیت رکھتا ہے۔ دنیا کے کسی حصہ میں حکومت الیہ کے قیام کیلئے جب کبھی کوشش ہو گی ہماری ہمدردیاں اور ہمارا دلی تعاون ان کوششوں کیسا تھا ہو گا۔ ہم حتی الامکان ان کوششوں میں شریک کار ہوں گے۔ خواہ یہ کوشش کسی شر کے چھوٹے سے چھوٹے لکلے میں ہو۔ ایک چھوٹی سی گلی میں بھی حکومت الیہ قائم ہو جائے تو ہم اسے اپنے لیے عاقبت کی سرخ روئی کا باعث سمجھیں گے۔"

مسلمانوں کے عمل پر اخلاص تا سف کرتے ہوئے فرمائے گے۔

حالات زمانہ کو تعجب سے ریکھتا ہوں، دنیا کے لشکر پر کوافوس سے مطالعہ کرتا ہوں، معاویہ میں اسلام کیلئے برصحیاں تیرتی ہیں۔ لشکر پر میں نظر چھپے ہیں۔ دنیا کے پاک ترین انسان کو بدترین حلقوں کا رنگ دیا گیا ہے۔ دنیا کے بہترین مذہب کوتاریک خیالات کا حامل بتایا گیا ہے۔ مگر ایسا کیوں نہ ہوتا، علیٰ جس قوم کا سیاسی امتیاز، اور ساری قوم کا چند امرا کے ہاتھوں کٹھ پتلی ہو کر رہنا خصوصیت۔ ایسے امتیازات کی حامل ملت کے روحاں سردار کی کیا کوئی قدر کرے؟ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک سے بے خبری کی ذمہ داری کس پر ہے؟

اے اسلام کے بے روح نوجوانو!

"دنیا ہم کو دیکھتی ہے۔ اور ہماری صورت و سیرت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و صورت کا اندازہ لگاتی ہے۔ درخت کی خوبی اس کے شیریں پھل میں ہے۔ کسی مذہب کی تعلیم کا اندازہ افراط پر اس کے اثر سے ہی تو لگایا جا سکتا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ ہر مسلمان آٹھ بجاءں جاہد اور عالی حوصلہ مبلغ ہوتا۔ مگر ہا! مسلمان نوجوانوں کا تصور جب خود مجھے آتا ہے تو میں اسے کھیت کے کنارے حرپی کر بیکار وقت صنائع کرنے

پاتا ہوں، یا شر کی گلیوں میں سکریٹ سلکا تے آوارہ پھرتے دیکھتا ہوں کیسے شرم کی بات ہے؟ جنہیں جیوٹی سے زیادہ محنتی ہونا چاہیئے تھا وہ نکھوٹکھی کی طرح ہاتھ پاؤں ہلانے بغیر دوسروں کے آسرے زندہ ہیں۔

ہر مسلمان اپنے طرز عمل پر غور کرے کہ اس نے اسلام کی ترقی کیلئے کبھی کام کیا؟ یا آئندہ اپنی اولاد میں ایسا جذبہ پیدا کر ہے؟ ہیں۔

حاضرین مجلس کے افکار و نظریات چودھری صاحب کی اس گفتگو سے جلا پار ہے تھے اور دل و دماغ میں جذبہ عمل بیدار ہو رہا تھا کہ چودھری صاحب تھوڑی دیر کیلئے رکے۔ میں نے اپنی شوئی گفتار کا سماں لیکر سوال بُردو یا کہ جناب ہماری جماعت کے اندر ہوتے ہوئے بھی توبت سے ساتھی اپنی ذمہ داریوں کو فراموش کیتے یہیں۔

چودھری صاحب فرمائے گلے.....

”ہاں ہاں، ان میں بھی بعض نوجوانوں کو بیکار وقت صنائع کرنے والا دیکھتا ہوں گواہوں نے زندگی خدا کیلئے وقف کر کھی ہے لیکن کئی کئی دن خدا کے کام سے غافل رہتے ہیں۔ حالانکہ احرار کا فرض ہے کہ کب معاش کے بعد اپنا ہر لمحہ اپنی صحت بنانے اور حلقون خدا کی خدمت کر کے اسلام کا نام روشن کرنے میں صرف کرے۔ احرار اور مردیکار، یہ بہت بڑا دھرہ ہے۔ اس سے پچنا چاہیئے۔ جسم میں بے تاب روح اور ان تھک ارادہ پیدا کر کے ملت میں ہست کی مثال پیدا کرنی چاہیئے۔“

پس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت تو چنان اور اسلام کو بلند کرنا چاہتے ہو تو زندگی کا پروگرام بناؤ! روز نئے عزم کیسا تھے دنیا میں کام کرنے اٹھو“

مکار احرار حضرت چودھری صاحب موج گفتگو تھے کہ ایک نوجوان نے سوال کر دیا کہ آج ہم اتنی زیادہ تعداد میں ہونے کے باوجود مظلوم و متمہوں میں۔ آج بھی دوسروں کے غلام بے دام، ہیں؟ چودھری صاحب اس کی بات سمجھتے ہوئے فرمائے گلے!

قوموں کی قسمت کا لیصلہ نظام اور اسباب پر مختصر ہے۔ کثرت تعداد بعض اوقات کمزوری کا باعث بن جاتی ہے۔ اس لئے کثرت و نقصت کی بحث کو چھوڑ کر نظام اور اسbab کی بنا پر ہمیں اپنی پالیسی کا مدار رکھنا چاہیئے۔ مشہی بھر اسلامی فوج قمع کے پھریرے اڑاتی ہسپانیہ پر چھا جاتی ہے۔ ہندوستان کی کثیر آبادی مسلمان فاتحین کے سامنے نہیں نصر سکتی۔ مصر اور ایران کی فوچیں چاندی سالاروں کے سامنے ٹاک چاٹی ہیں۔ آج ایک ارب سے زائد مسلمان کس طرح غیر مسلموں کے سامنے عجز انسکار کی تصویر بنے معنوی غلاموں کا طوق گردن ہیں ڈالے ہوئے ہیں۔ نظام اور اسbab کی کمی کے باعث مسلمان بے بسی کی بدترین مثال پیش کر رہے ہیں۔ چند کروڑ مسلمان بھی اگر صحیع آزادی کی آگ سینہ میں لے اٹھیں تو دنیا کو زیر ہب کر دیں۔ مگر عمل سے عاری مسلمان گفتار کے غازی بن کر قاتلی موشکافیوں میں مصروف رہتے ہیں۔ آزادی کے خلاف خود کوئی جنت کھڑی کر کے تمام دنیا نے اسلام کی مصیقوں کا باعث بنتے ہیں۔ وسعت نظر اگر حالات کی جانچ اور پڑتال میں یادوی کرے تو معلوم ہو گا کہ مسلمانوں کی تلت بھی محض اصطلاحی کی بات ہے۔ ورنہ لاہور سے استرخان تک

مسلمان آبادیں جن کی قوت کے ساتھے جوہری مذہب کی تھہراو اکمادی نرمیا وہ حکومت نہیں رہتی۔ ہندوستان میں اسلام اور مسلمان کیوں خطرے میں ہے؟ کیا ایران، افغانستان، ترکی اور روس میں اسلام کے نام نہیں موجود نہیں ہیں؟ ضرورت اس امر کی ہے کہ لوگوں نکے داعونے سے "ذہب کو خطرہ" کے بلند نیلگی روغون کو منع و انصاف، اور دلیل و بنہاں سے دبادیا جائے۔ اس سے کوئی اعتراض کر سکتا ہے کہ گویا ذہب کو نظر انداز کرو دیا جائے۔ ہاں درست ہے مگر بات یہ ہے کہ ذہب کو توہم نے اب بھی نظر انداز کر رکھا ہے۔ اسلام میں سود حرام ہے مگر ہم سود کھاتے ہیں۔ شراب خانے، بدکاری کے اتنے فرمخ پارے ہیں۔ شریعت کے مطابن دراشت کی تقصیم نہ رائے قانون ملکی نہیں۔ غرض جو چیز حکومت کو پسند ہے وہ ذہب ہے۔ جو چیز شریعت کو ناپسند ہے اسکا درواج ہے پھر بھی ہم مسلمان... اور اسلام کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ ہم ذہب کے مدعی کو مدھبی احساسات کو حکومت کی خوشودی پر قربان کرنے کے عادی ہیں۔

حکام کی رائے کے مطابق بدلتے والے کے ذہب کو کہیں خطرہ نہیں ہے دجہ ہم طیب اسلامی حکومت کو اولاد مان سکتے ہیں۔ آئندہ کسی حکومت سے ہمارے ہاتھ لفڑاں ذہب کو ادا دیشے ہیں۔ اسلام میں جہاد سب سے بڑی عبادت تھی اور سب سے مقدم حکم تھا۔ ہندوستان میں اپنے مالم اور مصلح پیدا کرنے کے محسوس ہے انگریز کی خوشودی کیلئے جہاد کو موضع فرار دیا۔ اور تمام مسلمانوں نے اپنے مکتوت سے اس شیعیت کی تائید کی۔ اگر اس وقت ذہب کو خطرہ پیدا نہیں ہوا تو ذہب کو آئندہ اس سے زیادہ خطرہ پیدا نہیں ہو گا۔ ذہب کے ساتھ ساتھ کچھ کا ذکر کروں۔ معلوم نہیں کہ کچھ کیا بلا ہے۔ جس پر بعض اوقات بے جا اصرار کرتے ہیں۔ اگر ذہب زندہ ہے تو ذہب ہی کچھ ہے۔ جس ذہب رجاء تو قوموں کی آباء و اجداد کی رسماں کا نام کچھ ہے۔ مسلمان ہیں کہ ایک طرف رسماں کی رنج کنی اور دوسری طرف کچھ یعنی رسماں کے تحظی پر زور دے رہے ہیں۔ اسلام تو بجز حکم شریعت کسی اور کچھ یا سرم کا تحمل ہی نہیں ہے۔ خدا معلوم پھر اسلامی کچھ کو خطرہ کا خیال ہوا ہے کہ مسلمانوں کے سامنے آگیا۔ سب سے مزید اربات یہ ہے کہ ذہب اور کچھ کے خطرے کا الارم وہ دیتے ہیں۔ جنہیں اسلامیات سے دور کا واسطہ بھی نہیں۔

عزیز و ایک بات یاد رکھو کہ ذہب کو ان کے اہل مسیب سے خطرہ ہے۔ جو انکو اپنے اغراض اور غیر ملکی انجمنیوں کی ضرورت کیلئے استعمال کر کے اہل ملک کی مصیبت کا باعث ہو رہے ہے۔ علماء اور صوفیا کا کام غریب اور بے کس کی حمایت ہے۔ جب شریعت کو طریقت کے یہ رہنمایا دار کی طرف داری کر کے غریب کی دنیا تنگ کرنے میں مدد دیں تو ایسے اہل ذہب کے مت جانے پر کون افسوس کرے۔ ذہب ہر چند روح کی تکین کا باعث ہے، لیکن ذہب روس میں فنا ہو گیا، کیوں؟ اس لئے کہ نام نہاد ذہبی ادارے غریب کشی اور سرمایہ داری کے مدد و معاذن تھے۔ لیکن روس میں ذہب اور خدا سے انکار، عارضی کیفیت اور ذہبی پیشواؤں کی غلط روی کا د عمل ہے۔ جب روس میں ذہب کے خلاف بخار اتر جائیگا تو روسی قوم جازی قوم کے دین کے بہت قریب ہو جائیگی۔

تم مانتے ہو کہ اسلام دین نظرت ہے۔ اگر تمیں اس بات پر یقین ہے تو نظرت کے خلاف کون جا سکتا

ہے۔ یا تو تمہارا دعویٰ غلط ہے۔ یا خطرہ موجود ہے۔ اسلام کو کسی سے خطرہ نہیں۔ محض مسلمانوں سے خطرہ ہے۔ جن کا دل و دماغ غیر اسلامی تصورات کا حامل ہے۔ اس کا تجھی ہے کہ غیر مسلم ہیں بخ و شبہ کی زگاہ سے دیکھتا ہے۔ اور خوف و ہر اس سے چاری حرکات پر زگاہ رکھتا ہے۔ ایسا کیون؟ یہ صرف اس لئے کہ دین فطرت کو دوسروں کی دست برداشتے کیلئے ہم ہمیشہ درپے رہتے ہیں۔ اور نہیں سوچتے کہ فطرت تو ازال سے ابد تک محفوظ ہے۔ اسکو کون مٹا سکتا ہے۔ دین فطرت کے مطابق ہمارے اخلاق اور اعمال ہونے چاہئیں۔ پھر قومیں خود ہی فطرت کے دین کی طرف پھیلی آئیں گی۔ اور ہمیں عزت و احترام کی لفڑ سے دیکھیں گی۔

غلامی، قوم اور ملک کی سب سے عمدہ خصوصیات کو فنا کرنے والی اور اہل ملک کو انتہادی لوٹ کھوٹ کا مقابلہ کرنے کے مقابلے بنانے والی ہے۔ چاری ساری توجہ اصل آزادی کے حوالوں کی طرف ہوئی چاہیئے۔ اگر ہمیں موجود خدختات و خطرات کو سامنے رکھنا ہے تو غلامی پر قائم رہنے کا اعلان کر دتنا چاہیئے۔ جو انسان غلامی کے خطرات کی اہمیت کوہی محسوس نہیں کرتا اس کے لئے کسی اور خڑے کا ذکر کرنا ہی دیواری ہے۔ جو موت کو قبول کرنا چاہتا ہے وہ بخار سے کیوں ڈرتا ہے۔ جو غلامی پر قائم ہے اور آزادی کو جو انسان کا سب سے بڑا من ہے، چھوٹا ہے وہ جھوٹے چھوٹے حقوق کیلئے کیوں لڑتا ہے۔ طاقت اور توت کا محن سیاسی آزادی ہے۔ جو قوم اس کے حوالوں سے بے پرواہ ہے وہ مذہب کے خڑے اور انتہادی تباہی کا روشن کیوں روئی ہے۔ میری سمجھیں سوا اس کے کوئی بات نہیں آتی کہ بلا خوف و خطر اہل وطن سے مل کر آزادی کی جنگ لڑی جائے۔

ہمیں تمام قوبوں کے درمیان سیکی، خدمت، اور قربانی میں ممتاز ہونے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ تم ملک کے بہتر باشندے بن کر غلام قوم کی رہنمائی کر کے آزادی کی میزبانی کیوں نہیں لے جائے۔ "کلمت خیر اُنا اور یہ عنان الی الخیر" کے کیوں مصدق نہیں بن جاتے۔ آزادی سے بڑی چیزیں اور کیا ہے۔ اس کی طرف تو سب کو دعوت دینا مسلمان کا فرض ہے۔ (ایک افسوس ہے کہ مسلمان اس گوشے سے بے خبر ہے)

چودھری صاحب نے تکان گفتگو فرمائے تھے۔ ان کی آواز بلند ہوئی جاہری تھی۔ اُن کی باتیں نوجوانوں کے دلوں میں اتر رہی تھیں اور دماغوں پر نقش ہو رہی تھیں۔ میرا جی چاہ رہا تھا کہ چودھری صاحب بولتے رہیں اور میں سننا رہوں۔ اچانک ان کی آواز بھرا گئی اور وہ بے اختیار ہو کر فرمائے تھے۔

اسلام صلح اور امن کا مذہب ہے اس لئے مسلمان کا فرض ہے کہ غیر مسلم اگر صلح نہ بھی چاہے تو بھی وہ حالات پیدا کرے کہ ملک میں صلح اور امن قائم رہے۔ دنیا پکارا اٹھے کی ہماری زیادتیوں کا جواب صبر و تحمل سے دینے والے اگریں تو وہ مسلمان ہیں۔

مسلمانوں! اپنے مذہب کے پیغام کو سمجھو اور اس کو لے کر دنیا میں نکلو۔ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو اس لئے پسند کیا تاکہ اس کے ذریعہ جنگ اور لڑائی سے ستائی اور اکٹائی ہوئی دنیا کو امن و صلح کا موقع میا کیا جائے۔ مسلمان کی زندگی کا مقصد و حید خدا کی حقوق کو فائدہ پہنچانا ہے۔ غلام خود عاجز اور بیکس ہوتا ہے۔ وہ خود آزاد ہو اور شریف ہسایے بنے۔ میں یہ شرم محسوس کرتا ہوں کہ مسلمان اسلام کے پیغام کو سمجھے بغیر بزم خود تسلیمان کرتا ہے۔ اور بعض اوقات اپنی تنگ دلی سے ہمسار کو کہہدہ خاطر کر لیتا ہے۔ حق تو یہ ہے کہ قوم کی قوم اسلام کے

پیغام سے غافل ہے۔ اور انسوں نے شیطانی وسوے کے کو اسلام کا پیغام سمجھ رکھا ہے۔ ضرورت ہے کہ مسلمان کی زندگی کا محور ہے سایہ نوازی اور خلقون کی خدمت ہو۔ قرآن نے بار بار سمجھایا کہ دین میں جبر نہیں۔ مسلمان کیلئے جنگ بھی اضطراری کیفیت ہے۔ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سرخ اوٹ دیکر بھی صلح کو قابل خفر سمجھتے ہیں۔ وہ تو اس شخص کے حن میں بہتر انسان ہونے کا فتنی دیتے ہیں۔ جو "خیر الناس میں سبھی الناس" کا مصدقہ ہو۔ دنیا میں مسلمان کی سیاست یہ ہے کہ ایک ہاتھ میں قرآن کی امن پسندانہ تعلیم کو لے کر نکلے۔ دوسرا ہاتھ میں آزادی کو برقرار رکھنے کیلئے تلوار کو مضبوط تھا رہے رہے۔ جہاں تک ممکن ہو ہے سایہ کی زیادتیوں کا جواب بھی اخلاقی محمدی مُشَكِّلَتِ الْعَالَمَ سے دے۔ اشتغال انگیز حالات میں بھی اسلامی تعلیم و اخلاق کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے۔

پس مسلمان سے میری گزارش یہ ہے کہ وہ دنیا میں آزادی کی جنگ کا سردار بنے۔ اللہ کے حکم کے مطابق اپنی زندگی کا مقصد خلقون خدا کی خدمت بنائے۔ خدمت خلق میں سبقت ساری مشکلات کا حل ہے۔ اس لئے مسلمانوں میں اس خیال کی اشاعت کرنا چاہیئے کہ وہ جنگ آزادی میں سردار ہو اور خلقون کی خدمت کے لحاظ سے سب سے ممتاز ہو۔ اگر مسلمان یہ دو امتیاز ییدا کر لے تو اس کی برتری مسلم ہو جائیگی۔ خدا بھی خوش اور ہے سایہ بھی راضی۔ ایسا گروہ قلیل ہوتا ہوا بھی کثیر کا حکم رکھتا ہے۔

عزیزو! مسلمان کوہیں کس پہاڑ کی چوپل پر چڑھ کر لکھاؤں اور کس طرح صور اسلامیل پھونک کر اسلام کا صحیح پیغام سناؤ۔ اور کیا چتن کروں کہ مسلمان کے یہ امر ذہن نشین ہو جائے کہ صرف ایک محدود خط نہیں بلکہ دنیا میں بھی نوع انسان کی مشترکہ تعلیم میں خدمت اور قربانی کی بنابر سرداری حاصل کرنا اسکی زندگی کا نسب العین ہے۔ فرست مومن کہاں گئی کہ مسلمان راستے سے بھٹکا جا رہا ہے۔ اور وہ کیوں اسلام کے ظاہری معنوں پر غور کر کے ہی خود امن و آشتی کا پیغام نہیں بن جاتا۔ اٹھو اور مظلوم و غلام قوموں کی مشترکہ تعلیم کا خود بیڑا اٹھاؤ۔ اور وہ زیادتی کریں تو تصور کرو۔ بھی آزادی کیلئے اتنی قربانی کرو اور اہل وطن کی اتنی اور ایسی خدمت کرو کہ وہ ہر صیبیت میں پکارا چیں کہ مسلمان کہاں میں؟

چودھری صاحب گفتگو فرمائے تھے اور نوجوان ہمہ تن گوش۔ یہ مجلس شاید کچھ دیر اور جاری رہتی گر مودوں نے پکارا..... حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الصلوٰۃ جس نے صورات کی دنیا سے عمل کے میدان میں لاپھینکا۔ چنانچہ اپنے اندر ایک نئی دنیا کو آباد لیکر کیف و سرور محسوس کرتے ہوئے مسجد کی طرف چل دیا۔

الله اکبر اللہ اکبر۔ لا الله الا الله۔

(اس تصوراتی ملاقاتیں چودھری صاحب کی تمام گفتگووں کی کتاب "تاریخ اعلاء" اور "کفاریہ ہند" سے ماقول ہے)

